

نہیں۔ مگر متنہیں مجھ پر رحم آگیا شاید تم نے ایک گرے ہوئے آدمی کو مٹھو کر مارنا مناسب نہ سمجھا اور خدا نخواستہ آج ہم میں اور تم میں کسی وجہ سے بد مرگی ہو جائے تو کیا کل نتھیں مصیبت میں دیکھ کر ذرا بھی بھدر دی نہ کر دیں اور کیا مجھے بھوکوں مرتے دیکھ کر میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک نہ کرو گی رجاؤ دی کتوں کے ساتھ کرتا ہے کیا اس وقت تم میرے ساتھ ذرا بھی بھدر دی نہ کر دی رزہرہ تم اگر جا ہو تو جالیا کا پورا پورا نگاہ سکتی ہو وہ کہاں ہے کیا کرتی ہے میری طرف سے اس کے دل میں کیا خیال ہے۔ مگر کیوں ہیں جاتی رہیاں کب تک رہنا چاہتی ہے اگر تم کسی طرح جالیا کو ٹھڑ جاتے پر راضی کر دیکو تو میں عمر بھر غباری غلامی کر دیں گا اس خشت حالی میں میں اُسے ہیں دیکھ سکتا۔ مجھے ایسا حصہ ہے کہ شاید یہی آج رات کو بیان سے بھاگ جاؤں۔ مجھ پر کیا لگزے کی اس کا مجھے مطلق غم ہیں ہے ریس دیر ہیں ہوں رخڑھ کے سامنے ہمیشہ میرا جو صلہ لپت ہو جانا ہے۔ لیکن میری بے غیر قی بھی نہ چوٹ ہیں سہہ سکتی۔

رزہرہ طوالِ نہیں۔ بھلے بُرے سبھی طرح کے آدمیوں سے اسے ساقہ پڑھ کا تھا۔ آدمیوں کا مزاج بیچانی تھی۔ اس پر دیسی فوجوں میں اسے وہ چیز بلی جس کا درود میں کہیں پتہ نہ تھا۔ اس کی زندگی میں رزہرہ کو یہ پہلا آدمی ملا تھا جس نے اس کے سامنے اپنادل کھول کر رکھ دیا۔ ایسے خادار محبت کے پتلے کو وہ ایوس نہ کر سکتی تھی۔ رہا کی باتیں سن کر اسے ذرا بھی خرد نہ ہوا بلکہ اس کے دل میں ایک خود غرض از امانت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اس موقع پر رما کو خوش کر کے ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بناسکتی تھی۔ رجا لیا سے اُسے کوئی خوف نہ تھا۔ جالیا کئی ہی حسین کیوں نہ ہو رزہرہ اپنی عشوہ طرازی اپنی دل بھانے والی اداوی سے اس کا رنگ پھینکا کر سکتی تھی۔ اس نے بارہا نکھڑا کھٹرائیوں کو رلا کر چیزوں دیا تھا۔ پھر جالیا کس شماری سے تھی۔

رزہرہ نے اس کی دلچسپی سے کہا۔ تو اس کے لئے تم اتنے رنجیدہ کیوں ہو۔

زہرہ نے تھارے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہے میں کل یہی جا لیا کو تلاش کروں گی روہ بیان
دہنا چاہیں گی تو ان کے آرام کا سامان مہیا کر دوں گی وجہا نہ چاہیں گی قوریل پر بیٹھا دوں گی۔
رانے بڑی عاجزی سے کہا۔ ایک باریں اسی سے مل لیتا تو میرے دل کا بو بند
لہکا پوچھاتا۔

زہرہ نے فکر مند ہو کر کہا یہ تو مشکل ہے۔ تھیں بیان سے کون جانے دے گا۔
ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ میں جا لیا کو پار ک میں کھڑی کراؤں رتم ڈپی صاحب کے ساتھ وہاں
جاو اور کسی بھائی سے اس سے مل لو۔

رمائیں کہنا چاہتا تھا کہ دروغ بھی نے پیکار رنجھے بھی خلوت میں آئے کی اجازت ہے
دونوں سنبھل کر بیٹھے اور دروازہ کھول دیا۔ دروغ بھی مسکراتے ہوئے آئے۔
اور زہرہ کی بغل میں بیٹھ کر بولے ریاں آج سن ٹاکیا ہے کیا آج خزانہ خالی ہے؟ زہرہ
آج اپنے دستِ خانی سے ایک جام بھر دو رہنا تھا بھائی جان ناراضی نہ ہونا۔
رانے ترش ہو کر کہا۔ اس وقت وہ میں دیکھئے دروغ بھی آپ تو پہنچے ہوئے
نظراتے ہیں۔

دروغ نے زہرہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں ایک جام زہرہ اور پھر ایک رات اور آج
میری مہمانی قبول کرو۔

رانے گرم ہو کر کہا۔ آپ اس وقت بیان سے چلے جائیں میں یہ گوارا ہیں
کر سکتا۔

دونوں آدمیوں میں جھٹ ہونے لگی۔ دروغ کا اسرار تھا کہ زہرہ اس کے ساتھ
جا کئے رہنا کہتا تھا اسی وقت وہ ہرگز لہنی جا سکتی۔ اگر وہ گئی تو میں اس کا اور آپ
کا دونوں کا خون پی جاؤں گا۔ آخر دروغ صاحب نے زہرہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف
کھینچا۔ روابض بھیٹنے کر سکتا اس نے دروغ کو دھکا دے کر باہر نکال دیا۔ اور

دروازہ بند کر کے کھڑی نگاہ دی مرد غم مجبو آدمی تھا لیکن اسی وقت نشنسے اسے کمزور کر دیا
تماہ باہر برآمدہ میں کھڑے ہو کر گالیاں بکٹے نکلا اور دروازہ پر ٹھوکریں مارنے لگا۔
رمائے زہرہ سے کہا، کپو تو جا کر بچہ کو برآمدے کے نیچے ڈھکیل دوں!
زہرہ بکٹے دو۔ آپ ہی چلا جائے گا شاید چلا گیا تم نے بہت اچھا کیا کہ سور کو نکال
باہر کیا، بچھے لیجا کر دتی کرتا۔
زہرہ اور جو وہ کل سے بچھے نہ آنے دے۔

رماد اگر اس نے ذرا بھی شرارت کی تو گولی بار دوں گا رہو دیکھو طاق پر لپتوں رکھا
ہوا ہے، تم اب میری ہو زہرہ! میں نے اپنا سب کچھ تھا رے قدموں پر نثار کر دیا، رکسی
دوسرے آدمی کو ہمارے بیچ میں آنے کا حق نہیں ہے، جب تک میں نہ مر دوں۔

(۷۸)

رماد ادنیا ب رہا کبھی ما یوسی کی اندر ہیری گھاٹیاں سامنے آجاتیں کبھی اُنمید
کی ہے اتی ہوئی، ہر یا نی رزہرہ جالپا کی تلاش میں گئی بھی ہو گئی بیاں سے تو بڑے بلے چوڑے
و دعے کر کے گئی تھی۔ مگر اسے کیا سرزش ہے، اکر کہدے گئی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ کہیں جا کر
ڈپی صاحب سے سارا راز فاش کر دے تو سچا ری جالپا پر سیٹھے بھماۓ آفت آجائے، مگر زہرہ
انی سفلہ مزاج نہیں ہے اگر زہرہ جیسی عورت انی ہے وفا ہو مکتی ہے تو یہ دنیا رہنے کے
قابل نہیں، رہا کو وہ دن یاد آئے جب اس کے دفتر سے آتے ہی جالپا اس کی جیب ٹھوٹی تھی
اور وہ روپ پے نکال لیتی تھی، وہی جالپا آج انی پاک نفس ہو گئی رتب دہ پیار کرنے کی چیز
تھی، رابوہ پرستش کی پیڑی سے۔

رماد اپنی اس غلطی پر افسوس ہو رہا تھا جو اس نے جالپا کی بات نہ مان کر کے کی
تھی، اگر اس نے اس کی مرضی کے مطابق نجح کے اجلاس میں اپنا بیان بدلتا ہوتا دھمکیوں

میں نہ آتا تو اس کی بیہقی حالت کیوں ہوتی جا لیا کے ساتھ وہ ساری ہصتیں جھیل لے جاتا۔ اس محبت اور عقیدت کا خود پہن کر وہ مخالفوں کا کامیابی سے مقابله کرتا۔ اگر اسے بھائی نبی بھی ہو جاتی تو وہ ہستے کھلتے اس پر چڑھ جاتا۔

مگر پہلے اس سے چاہئے جو غلطی ہوئی ہو وہ اس وقت تو وہ غلطی سے نہیں جا لیا کی خاطر سے یہ تکلیف جھیل رہا تھا۔ آخر پولیں والوں کے دل میں اپنا اعتبار بیدار کرنے کے لئے وہ اور کیا کرتا۔ یہ شیطان جا لیا کو تلتاتے۔ اس کو رسوا کرتے، اس پر جھوٹے مقدمہ چلاتے۔ وہ حالت تو اور بھی ناقابل برداشت ہوتی، وہ خود پست ہوتی ہے اور ذمّت برداشت جا لیا شاید جان ہی دے دیتی۔

اسے آج معلوم ہوا کہ وہ جا لیا کو ترک نہیں کر سکتا اور زیرہ کو ترک کرنا بھی اس کے لئے محال معلوم ہوتا تھا۔ کیا وہ دونوں کو خوش رکھ سکتا ہے، کیا ان حالات میں جا لیا اس کے ساتھ رہنا قبول کرے گی، ہرگز نہیں، وہ شاید کہیں اسے معاف نہ کرے گی، جا لیا کو اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ رہا اس کی خاطر اذیتیں بھوگ رہا ہے تو بھی وہ اسے اڑام سے بکدوش نہ کرے گی۔

وہ دن بھر اسی ادھیریں میں پڑا رہا نہانے اور کھانے کا وقت ٹل گیا۔ اُسے کسی بات کی پرواہ نہیں رکھی۔ اخبار سے دل بیٹانا چاہنا دوال لے کر طیہا مگر کسی کام میں دل نہ کھا۔ آج دروغ جی بھی نہیں آئے۔ یا تورات کے داقو سے ناراض ہو گئے یا نادم۔ رہانے کی تیاری اس کے متعلق پوچھا بھی نہیں۔

رات کے دسم بج کنگرے گزر زیرہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ پھاٹک بند ہو گیا، رما کو اب اس کے آئے کی امید نہ رہی۔ رہر بھی دروازے کی طرف اس کے کان لگے ہوئے تھے۔ کیا جا لیا اُسے نہیں۔ یادہ دہاں لگی بھی نہیں۔ اس نے ارادہ کیا کہ اگر کل زیرہ نہ آئی تو کسی کو اس کے گھر بھیجی گا۔ علی السبح وہ دروغ کے پاس جا کر بولا۔ پرسوں رات تو اُب اپنے ہوش و خواہیں نہیں۔

دروغ نے حد کو چھپاتے ہوئے کہا۔ میں محض آپ کو پھر رہا تھا۔
 رہا زہرہ رات آئی ہی نہیں۔ ذرا کمی کو بھیکرتے تو گلوایے را ماجر کیا ہے؟
 درونے بے اعتنائی سے کہا۔ اسے غرض ہو گئی خود اُنکے لیے رکھی کی مژو روت نہیں ہے
 رملنے پڑا امرار نہ کیا۔ سمجھ گیا یہ حضرت اس سے جلے ہوئے ہیں، اب اور کس سے پوچھئے۔
 ایک ہفتہ تک زہرہ سے اس کی ملاقات نہ ہوئی، اب اس کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔
 رملنے سوچا آخری وفا مکملی دیا ملکن ہے پلیں والوں نے اسے آنے کی مانعوت کر دی ہو رکم سے کم
 مجھے ایک خط تو کہہ سکتی تھی۔ مگر اس کا صیر کتنا تھا کہ زہرہ بے وفا ہیں کہیں کر سکتی۔

اٹھواں دن نقاویج ایک بہت اچھا فلم ہونے والا تھا، دروغ نے آکر رنا سے کہا۔
 تو وہ چلنے کو تیار ہو گی، پڑپڑے ہیں رہا تھا کہ زہرہ آپ سمجھی رہا نے۔ آنکھہ اٹھا کر دیکھا پھر اپنے بال
 سنوارنے لگا، مگر اسے دیکھ کر تجھ بہوا کذہرہ مغضی ایک سفید سارا ہمیں سینے ہوئے ہے
 ایک بھی زیور اسی کے بیسم پرنہ تھا۔ ہونٹ سوکھے ہوئے تھے اور چہرے پر عشو قافہ شوخی
 کی بگدگاتت جملک رہی تھی۔

وہ ایک منٹ تک کھڑا رہی، تب رہا کے پاس جا کر بولی۔ کیا مجھ سے ناراضی ہو گئے
 ہٹھوڑا! اس لئے کہ میں اتنے دلوں آئی کیوں نہیں۔

رمانے روکھے پن سے جواب دیا، اگر تم اب بھی نہ آئیں تو میر اکیا اختیار تھا۔
 زہرہ نے ملکا کر کہا۔ یہ اچھی دلگی ہے۔ آپ ہی نے تو ایک کام سونپا اور جب وہ
 کام کر کے لوٹی تو آپ بگڑا ٹھیمیے۔ وہ کام تم نے آسان سمجھا تھا کہ پیلکیوں میں پورا ہو جاتا تھا
 نہیں اس عورت کے پاس بھیجا تھا جو اپر سے موسم ہے اور اندر سے پھر جوانی نازک ہو کر بھی اتنی
 مضبوط ہے۔

رمانے بے توجی سے پوچھا، ہے کہاں کیا کرتی ہے۔
 زہرہ، اسی دنیش کے گھر ہے جسے پھانسی کی سزا ہو گئی ہے۔ اس کے دو بچے ہیں، بیڈی

ہے اور ان ہے، دن بھر اسیں بچوں کو لئے رہتی ہے، بڑھیا کے لئے ندی سے پانی لاتی ہے۔ گھر کا سارا کام کاچ کرتی ہے اور جب فرست پاتی ہے تو ان کے لئے چند ماں گئے نسل جاتی ہے وہ خاندان بڑی تکلیف میں تھا، کوئی مدد کار نہ تھا، دوست بھی منہ پھر سمجھے تھے کہی فاقہ تک پوچھ کر جالپاٹے جا کر انہیں چلا لیا۔

رمائی ساری بے دلی کا فور پوچھی۔ جوتے پہننا بخوبی کیا اور کہتی پڑھی گیا، تم کھڑی کیوں پوچھ جاؤ، شروع سے کہو، ایک بات بھی مت چھوڑنا نہ پہلے اس کے پاس کیسے نہیں، کیسے پتہ چلا؟

زہرہ کچھ نہیں پہلے اسی دبی دین کے گھر کی۔ اس نے ویش کے گھر کا پتہ بنادیا۔ بس وہاں جانچی۔

رمائی نے اسے جا کر پکارا۔ نہیں دیکھ کر کچھ بچکی تو ضرور ہو گی۔

زہرہ مسکرا کر بولی۔ میں اس شکل میں نہ بھتی روپی دین کے گھر سے نسل کر سیں اپنے گھر کی، اور بوہم سماج عورت کا سوا نگ بھرا نہ جانے بھل میں الیکی کوئی بات ہے جس سے دوسرے فوڑا جانپ جلتے ہیں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ اور برا نہیں لیڈروں کو دیکھتی ہوں کوئی ان کی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا، میرا بس وہی ہے میں بھر کیلے کپڑے اور زیور بالکل نہیں بینتی، بھر کی سب لوگ میری طرف آنکھیں پھاڑ کھاڑ کر دیکھتے ہیں میری اصلاحیت نہیں بینتی۔ مجھے میں خوف نہ کہ کہیں جالپا جانپ نہ جائے ریا سوانگ بھر کر میں وہاں بیخی تو وہ کیا کوئی بھی نہ پیچاں سکتا تھا میں نے ویش کے گھر جا کر اس کی ماں سے بات چیت شروع کی۔ اپنا گھر منتگھر تبلابا بچوں کے لئے مٹھائی بیتی کی بھتی۔ مجھے لفیں ہے کہ جو بارٹ میں تھیں گئی بھتی وہ میں نے کامیاب کے ساتھ کھسیلا دلوں عورتیں روپ نہ لگیں، اسی اتنا میں جالپا بھی لگا جعل لئے آپنی بھی، میں نے ویش کی ماں سے بیکھر لیا۔ کہا یہ بھی تھا دی یعنی طرح ہم نو لوگوں کے علم میں شرکیک ہونے کے لئے ابھی ہے بیان اس کا شوہر کی دفتر میں لوگوں ہے روز سویرے

آجاتی ہے اور بچوں کو گھانے لے جاتی ہے میر سے لئے روز نذری سے گنگا جل لاتی ہے ہمارے
کوئی آگے پچھے نہ تھا بچے دانے دانے کو ترستے تھے جب سے یہ اگئی ہیں کوئی تکلیف نہیں
ہے ہم نے نجات کوں سی پسیا کی تھی جس کا یہ رداں ہیں طالبے راس گھر کے سامنے ہی ایک بچوں
سایاغ ہے محلے بھر کے بچے وہیں کھیل کرتے ہیں، شام ہو گئی تھی جمالپا دیوی نے دلوں بچوں
کو ساقھلیا اور پارک کی طرف چلیں، میں جو مٹھائی لے گئی تھی اسی میں سے بڑھانے ایک لین
مٹھائی دلوں بچوں کو دی، دلوں خوش ہو کر ناچنے لگے، بچوں کی اس خوشی پر مجھے رذنا آگیا
جب پارک میں دلوں بچے کھیلنے لگے تو جمالپا سے میری باتی ہونے لگیں۔
رمانے لگیں اور قریب کرنی اور آگے کو تھک گیا بولا، کس طرح بات چیت شروع کیا
ہمہ رہ کچھ رہی ہوں میں نے پوچھا، جمالپا دیوی گھر کی دلوں عورتوں سے تھاری تعریف
میں کریں تھارے اور عاشق پوچھی ہوں۔
رمار بالکل یہی الفاظ تھے۔

زہرہ، بالکل یہی میری طرف تھب سے دیکھ کر بولیں تم بھالوں نہیں معلوم ہوتی
اتنی صاف ہندی کوئی بھالوں نہیں بولتی، میں نے کہا۔ میں منگر کی رہنے والی ہوں اور یہاں
سلامان عورتوں سے میری بہت آمد و رفت ہے، آپ سے ملنے کو تھی چاہتا ہے آپ کہاں رہتی
ہیں؟ کچھی کچھی دو گھنٹی کے لئے چلی آؤں گی، تھاری محبت میں شاید میں بھی آدمی بن جاؤں۔
جمالپا نے شرما کر کہا۔ تم تو مجھے بنانے لگیں ہیں، کہاں تم کا بج کے پڑھنے والی ہوں میں
جاہل، گتوار عورت تم سے مل کر میں البتہ آدمی بن جاؤں گی، حب بھی چاہے ہیں چلی آنا، ہمیں میرا
گھر سمجھو۔

میں نے کہا، تھارے مشوہر بہت شریعت معلوم ہوتے ہیں کہ ہمیں آزادی دے رکھی
ہے کس دفتر میں ہیں؟
جمالپا نے اپنے ناخنوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، بولیں میں اُمیدوار ہیں۔

میں نے تجہب سے پوچھا رپولس میں رہتے ہوئے کبھی انہوں نے تمہیں بیان آنے کی آزادی دے دی؟

جالیپا اس سوال کے لئے تیار نہ تھی۔ پکھ جونک کر بولی۔ وہ مجھ سے کچھ بھی کہتے۔ میں نے ان سے بیان آنے کا کبھی ذکر نہیں کیا۔ وہ گھر بہت کہاتے ہیں وہیں پولسیں والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

میں نے پوچھا۔ تم اپنے شوہر کے ذریعہ سے میری ملاقات اسی خبر سے کامکتی ہو جیں نے ان بے گناہوں کے خلاف شہادت دی۔

رمانا تھا کی انہیں فرط اشتیاق سے پھیل گئیں اور جھاتی دھک دھک کرنے لگی۔ زہرہ نے پھر اپنا قصہ کہنا شروع کیا۔ یہ سُن کر جالیپا دیوی نے مجھے تیز نگاہوں سے دیکھ کر پوچھا رہا اس سے مل کر کیا کرو گی۔

میں نے کہا۔ میں اس بھلے آدمی سے صرف اتنا پڑھنا چاہتی ہوں کہ تم نے اتنے بیگناہوں کو بھینا کر کیا پایا رہا صرف یہ دیکھنا سیاہتی ہوں کہ وہ کیا جواب دیتا ہے۔

جالیپا کا بھرہ میکا یک سرخ ہو گیا بولیں۔ وہ کہہ سکتا ہے میرزا خاں دہ اسی میں تھا ساری دنیا اپنے فائدے کے لئے مررتی ہے میں نے بھی اپنا خاں دہ اسی میں سوچا جب پولسیں کے آدمی سے یہ سوال کوئی بھی کرتا تو اسی غریب سے یہ سوال کیوں کیا جائے۔

میں نے پوچھا۔ اچھا ذرا دیر کے لئے فرض کرو تھا ارشوہر ہمی خبر ہوتا تو تم کیا کرتیں؟ جالیپا نے میری طرف سبھی ہوئی نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ تم مجھ سے یہ سوال کیوں کرتیں ہوئے تو اپنے دل میں اس کا جواب کیوں نہیں ڈھونڈتیں۔

میں نے کہا۔ میں تو ان سے کبھی نہ بولتی رہ کبھی ان کی صورت دیکھتی۔

جالیپا نے دور بیٹے پن سے جواب دیا۔ شاید میں بھی ایسا ہی سمجھتی یا ممکن ہے تھا مجھ تی پکھ کبھی بھی سکتی۔ آخر پولسیں والوں کے مگروں میں بھی تو عورتیں ہیں۔ وہ کیوں اپنے شوہروں

سے کچھ نہیں کہتیں۔ جس طرح ان کے دل اپنے مردوں کے لئے ہو گئے ہیں، مگر یہ میرا دل بھی
دیا ہی ہو جاتا۔

انہیں میرا ہو گیا۔ جالپا دیوی نے کہا۔ اب مجھے دریہ ہر سی ہے ہیں! بچے سا نہ
ہیں، مگر ہوتا کی پھر ملے گا۔ آپ کی باشی نہایت دلچسپ ہوتی ہیں۔
میں چلنے لگی تو انہوں نے چلتے چلتے مجھ سے کھاڑک رکھتے گا۔ میں یہیں ٹوں گی، آپ
کا انتظار کرتی رہوں گی، ہاں میں نے آپ کا نام تو پوچھا ہی ہیں۔
میں نے اپنا نام بتلا دیا۔
رمائے کہا۔ یہ تم نے طریقہ سے بڑا غصب کیا۔

زیرہ بولی سلام بتلانے میں کیا ہر جگہ تھا، پسے تو وہ چونکیں بگر شاید مجھ گئیں تھکا لی مسلمان ہو گئی
جب وہ چلنے لگیں تو میں نے کہا۔ آپ سے باشیں کر کے الجی سیری نہیں ہوئی، اگر کوئی ہر جز نہ ہو تو
میں بھی تھا سے کھڑپوں راستہ میں باشیں ہو گئیں۔ جالپا راضی ہو گئیں۔ ہم دونوں چلے اس دڑا
سے کنگھر سے میں نہ جانے وہ کیونکر بتی ہیں۔ تمل رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ کہیں ٹھکے ہیں کہیں
کھاٹ۔ کہیں صندوق رخی سے دیواریں ترپوری تھیں اور تعرف کے نارے ناک پھٹی جاتی تھی۔
کھانا تیار ہو گیا تھا و نیش کی بیوی برلن دھوری تھی، جالپا دیوی نے اسے اٹھا کر کہا۔ پھر کو کملا کر
سلاموں میں برلن دھوئے دیتی ہوں۔ ان کی اس بے نفعی کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ میں
وہیں بیکھریں اور مانیتے ہوئے برلن کو دھوئے لگی۔

جالپا نے میرے ہاتھوں سے برلن چھین لینا چاہے لیکن جب میں اپنی جگہ سے نہ ہلی
تو انہوں نے پانی کا ٹنکا الگ ٹنکا کہا۔ میں پانی نہ دوں گی۔ قم بیاں سے آٹھ جاؤ۔ مجھے طری
شم آتی ہے میں میری قم ہٹ جاؤ۔ تم نے اپنی زندگی میں ایسا کام کا ہے کو کیا ہو گا۔
میں نے کہا۔ تھنے بھی تو ہیں کیا ہو گا۔

جالپا نے کہا۔ میری اور بات ہے، میں نے پوچھا، بکوں جربات تھا رے لئے ہے دی

بات میرے نلگے ہے سو کی مہری کیوں نہیں رکھ لئتی جا لپا نے کہا رہریاں آٹھ آٹھ روپے مالگتی
ہیں، میں بولی میں آٹھ دس روپے مہینہ دے دیا کروں گی۔

جا لپا نے ایسی نگاہوں سے میری اطراف دیکھا جسی میں سچی محبت کے ساندھی خوشی اور
دعاۓ خیر بھری ہوئی تھی، لکھی پاکیزہ نگاہ ہے اس کی، اس بے عرض خدمت کے سامنے مجھے
ایسی زندگی کتنی حیرت کرنی قابل نفرت معلوم ہو رہی تھی، ان بڑیوں کے دھونے میں مجھے جو لطف
آیا اُسے بیان نہیں کر سکتی۔ برتن دھونے کے بعد جا لپا دیوی طبھیا کے پاؤں دبانے میڈھیگیں میں
کھڑی یہ پاک نظارہ دیکھ رہی تھی۔

تو بچھہ دوں دوہاں سے چلے راستے میں جا لپا نے کہا رہرہ تم سمجھتی ہو گی میں ان
دو گوں کی یہ خدمت کر رہی ہوں، یہ بات نہیں ہے، میں دراصل اپنے گناہوں کا لفارة ادا کر
رہی ہوں۔ مجھ سے زیادہ بد نصیب عورت دنیا میں نہ ہو گی۔

میں نے انجان بن کر کہا اس کا مطلب میں نہیں سمجھی۔

جا لپا نے پڑھتے ہجے میں کہا، کچھی موقع ایگا تو پہاڑوں گی۔
میں نے کہا، تم مجھے جلکدیں ڈالے دیتی ہو ہیں۔ جب تک اس کا مطلب نہ سمجھا دوں گی
میں تھا راگلانڈ چھوڑوں گی۔

جا لپا نے لمبی سالنگ کھنچ کو کہا رہرہ! اکی بات کو خود چھپائے رہنا اس سے زیادہ آسان ہے
کہ دوسروں پر وہ بوجھ رکھوں۔

کچھ دوڑتک ہم دونوں خاموش چلتے رہے، دیکھا کیم جا لپا نے کافیتی ہوئی اکواز میں کہا رہرہ
اگر اس وقت میں معلوم ہو جائے کہ میں کوئی ہوں تو شاید تم نفرت سے من بیہر لوگی اور میرے ساتھ
سے دور بھاگو گی۔

ان الفاظ میں خدا جانے کیا جا دیتا کہ میرے سارے وہیں کھڑے ہو گئے دیا ایک رنج
اور شرم سے بھرے ہوئے دل کی نوزانی صداقتی بھی نے میرے سیاہ کارناٹوں کو واضح کر دیا۔

میرے جی سیں ایسا آیا کہ اپنا سارا سوانح کھول دوں، میں نے بڑے بڑے گرگ باراں دیدہ اور چھپے ہوئے شہد دوں اور پلوسی افروں کو چڑھنے والے ہے مگر جالپا دیوی کے سامنے میرے منہ سے آواز تک نہ تکلی تھی معلوم نہیں کہ طرح میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ جویں یہ تمہارا خیال غلط ہے تو یہ جو رثایہ تب میں قہماں سے پیروں پر گرپڑوں کی۔ اپنی یا اپنوں کی برا نیوں پر پشمندہ ہونا پاک لفشوں ہی کا کام ہے۔

جالپانے کہا۔ تو کلیچ مضبوط کر کے سن لوکہ میں اسی مخبر کی بدلفیب بیوی ہوئی جس نے ان بے گنا ہوں پر یہ آفت ڈھانی ہے ہم لوگ الہ آباد کے رہنے والے ہیں ایک ایسا واقعہ ہوا کہ انہیں وہاں سے بھاگنا پڑا۔
رانے کہا اس کا توقع ہے کبھی تم سے بتاؤں گا۔

زہرہ بولی دی سب بھجے دسرے دن معلوم ہو گیا۔ اب میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ جالپانے اپنی کوئی بات شاید بھی مجھ سے پھیانی ہو رکھنے لگی۔ زہرہ میں بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں۔ ایک طرف تو ایک آدمی کی جان اور کسی خاذل اُلوں کی تباہی سے دوسرا طرف اپنی ذلت اور سوانح اپنے ہی چاہوں تو آج ان بھوؤں کی جان بچا سکتی ہوں۔ میں عدالت کو ایسا ثبوت دے سکتی ہوں کہ مخبر کی شہادت کی کوئی وقت نہ رہ جائے گی۔ میں اسی دبڑھے میں ٹھیک اپنے لفظیوں کو درجی ہوں۔ نہ تو یہی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو مرنے دوں اور نہ بھی ہو سکتا ہے کہ راما کو اُنگ میں بھونک دوں۔ میں خود مرجا وہی پرانیں ایذا نہیں پہنچا سکتی۔ ابھی دیکھ رہی ہوں ہائیکورٹ سے کیا فحیض ہوتا ہے ہیں کہہ سکتی اس وقت میں کیا کر لیجیوں دشاید اسی دن زہرہ کا کرسو ہیوں۔

دیپی دین کا گھر آگیا۔ ہم دونوں رختت ہوئے جالپانے مجھ سے بہت اصرار کیا کہ کل اسی وقت پھر آنار اپنی صرف شام کو باقی کرنے کی فرحت طی ہے مودہ اتنے روپے جمع کر دنیا چاہتی ہیں کہ کم سے کم ویش کے گھروں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ایک نہزادے زیادہ

جس کو بھی ہیں، میں نے بھی بھیپس روپے ان کی نذر کئے، میں نے دو ایک بار کتنا بیٹا کیا کہ آپ اس زحمت میں نہ پڑیں لیکن جب میں نے اس کا اشارہ کیا، انہوں نے ایسا منہ بنایا کہ یا اب وہ یہ بات اُستاذ بھنی نہیں چاہتی۔

دراد مہرے کو زہرہ نے بھر کیا، میں نے ایک بات سوچی ہے کہ تو بتاؤں؟

رمائے اس طرح کہا۔ گویا اس کا دھیان کہیں اور ہے، کیا بات ہے۔

زہرہ، اُنپکڑ صاحب سے کہہ دوں، وہ جالپا کو الہ آباد پہنچا دیں۔ میں عورتی اُسیش نکل اپنی باتوں میں لگائے جائیں، رجوان ہی کا طریقہ چلے اپنیں اس سی بھٹکا دیں، اس کے سوا اور کوئی تدبیر مجھے نظر نہیں آتی۔

رمائے زہرہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر کہا، کیا یہ مناسب ہو گا۔

زہرہ شرمندہ ہو کر بڑی۔ اور کیا کیا جائے۔

رمائے جو پٹ پٹ جوتے ہیں لئے اور زہرہ سے پچھا۔ اس وقت وہ دیجی دین کے ہی گھر پر ہونگی۔

زہرہ نے اس کا راست روک کر کہا۔ تو کیا اسی وقت جاؤ گے۔

رمائے زہرہ! اسی وقت جاؤ گا میں ان سے دو باتیں کر کے وہیں جاؤ نگاہ جہاں

مجھے اب سے بہت پہلے جانا چاہیے تما۔

زہرہ! مگر کچھ سوچ تو تو نتیجہ کیا ہو گا۔

رمائے خوب سوچ چکار زیادہ سے زیادہ دروغ بیانی کے جرم میں یعنی چار سال قید

لیں اب رخصت بالہول مت جانا زہرہ تا یہ کچھ کبھی ملاقات ہو۔

رمائے اب آمدے میں اتر کر محن میں آیا اور ایک ٹھیک پھاٹک کے باہر نکا رزہرہ بے حس!

حرکت کھڑی اسے حرمت بھری آنکھوں سے دیکھو رجھ لئی رمایا پر اس کا دل کبھی اتنا فریغناز

ہوا تھا جیسے کوئی ناگن اپنے محبوب کو میدان کا رزار کی طرف جاتے دیکھ کر غزوہ سے پھولی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوکیدار نے لپک کر دروغ سے یہ خبر کہی۔ بیچارے کھانا کھا کر لیٹے ہی تھے گھر اکرنکے اور رہا کے پیچے ڈر سے ربابو صاحب ذرا سینے تو، ایک منت روک جائیئے۔ اس سے کیا فائدہ کچھ معلوم تو ہو۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آخر بے چال سے ٹھوک کھا کر گڑپے۔ رہا نے دٹ کر انہیں اٹھایا اور پوچھا کہیں پھٹ تو نہیں آئی۔

دروغ نہیں ذرا ٹھوک کھا گیا تھا۔ آخر آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں سوچئے اسی اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔

رہا نے دروغ کو چکھ دیتے ہوئے کہا۔ جالپا کو شاید مخالفوں نے ٹھیپڑھائی ہے کہ تو ہائی کورٹ میں ایک درخواست دے دے ذرا سے جا کر سمجھا گوں گا۔

دروغ نے پوچھا رہا ہے آپ کو کیسے معلوم ہوا
زہرہ کہیں سن آئی ہے۔

تھہاری بیوی پوکر نہ بارے ساتھ اتنی دنارا ایسی عورت کا سرکاٹ لینا چاہیے۔
اسی لئے تو جارہا ہوں، یا تو اسی وقت اسے اٹشیں پہیج کر آؤں گا یا اس سے بُری طرح پیش آؤں گا کہ وہ بھی یاد کرے گی۔

میں بھی آپ کے ساتھ ملتا ہوں۔

جمیلیں، بالکل معافہ بگرٹ جائے گا۔

دروغ لا بواب ہو گیا۔ ایک منت تک کھڑا کچھ سوچارہ اپر ڈٹ پار ادھر رانے ایک تانگ لیا اور دنی دین کے گھر جائی چاہیے۔
خوڑی دیر قبل جالپا دنیش کے گھر سے بہنچی تھی کہ اتنے میں رہانے نہیں سے آواز دی دی دین نے کہا۔ بھیسا ہیں شاید۔
جالپا کہہ دیتا ہے کیا کرنے آئے ہیں۔ وہیں جائیں۔

دیجی رہنیں ہیں۔ ذرا پوچھ تو لوگوں کیا کہتے ہیں اتنی رات گئے انہیں چھٹی کیسے ملی۔
جالپاں مجھے سمجھانے آئے ہوں گے۔ اور کیا۔ لیکن منہ دھولیں۔

دیجی دین نے دروازہ کھول دیا، رملنے اندر آ کر کہا، دادا تم مجھے بیاں دیکھو کرتے جب
کو رہے ہو گے، ایک گھنٹے کی چھٹی سے کرایا ہوں تم لوگوں سے اپنے بیت سے گناہوں کو
معاف کرنا تھا، جالپا اور پیں۔

دیجی دین، بیا ہیں تو، ابھی آئی ہیں بھیو کچھ کھانے کو لاویں۔
رمائیں میں کھانا کھا چکا ہوں رسیں جالپا سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔
دیجی رجب وہ تم سے میں بھی۔

رمار کیا میری صورت سے اتنی نفرت ہے ذرا پوچھو تو۔
دیجی راس میں پوچھنا کیا ہے، دونوں ٹھیک تو ہیں جاؤ تھا اگر جیسے تب دیسے اب کے۔
رمائیں دادا، ان سے پوچھو تو رسیں لیوں نہ جاؤں گا۔

دیجی دین نے اوپر جا کر کہا، متھے سے کچھ کھانا چاہتے ہیں ہو۔
جالپا نے منہ لٹکا کر کہا۔ تو کہتے کیوں نہیں رکیا میں نے ان کی زبان بند کر دی ہے۔
جالپا نے یہ افاظ اتنے زرد سے کہے کہ تیخ رانے بھی سُن لے۔ کتنے دل آزار افاظ تھے۔
رمائیں سارا شرق ملاقات غائب ہو گیا۔ نیچے ہی کھڑے کھڑے بولا، وہ اگر مجھ سے ہیں بوندا چاہتی
تو کوئی زبردستی نہیں ہے۔ میں اس وقت تجھ مصاحب کے پاس جا رہا ہوں۔ ان سے سارا فہم
کہونگا۔ میری عقل پر پردہ پڑا ہوا تھا جان کی محبت اور تکلیفوں کے خوف نے میری عقل میں
فتور ڈال دیا تھا جیسے کوئی خوست سر پر سوار نہیں رکھ دو گوں کی دھاؤں نے وہ خوست دور کر دی
شاید دو چار سالی کے نئے سر کاری مہماں قبول کرنی پڑے جیتنا رہا تو پھر ملاقات ہو گی۔ نہیں
 تو میری بُرا بُجُون کو معاف کرنا اور بھول جانا۔ تم بھی دادا اور اماں تم بھی میرے قہوروں کو مٹا
کرنا۔ تم لوگوں نے میرے سامنہ جو احانت کئے ہیں اگر جیتا لوٹا تو تایار تم لوگوں کی کوئی احمدت

کر سکوں، میری تو زندگی خواب ہو گئی۔ نہ دین کا ہوا نہ دنیا کا رجایا دیوبھی سے کہہ دینا کہ میں نہ ہی ان کے زیور چڑائے تھے صراف کو دینے کے لئے روپوں کی ضرورت تھی اس لئے مجھ کو یہ فعل کرنا پڑا۔ بس بھی کہنے آیا تھا۔

ربا برآمدے کے نیچے اتریٹا۔ اور تیزی سے قدم اٹھا تا ہوا چل دیا رجایا بھی نیچے اتری میکن راما کہیں پتہ نہ تھا، برآمدے کے نیچے اتر کر دیجی دین سے پوچھا رکھ دئے گئے ہیں دادا! دیجی دین نے کہا۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا ہے بیو! میری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے، وہ اب نہ ملیں گے درستے گئے ہیں۔

رجایا کئی منٹ تک مرٹک پر بے خودی کی سی حالت میں کھڑی رہی رامنی کیسے روک لے۔ اسی وقت وہ کتنے مالیوس ہیں، وہ پچھتاری بھی کہ اپنیں ذرا دیر کے لئے اور کیوں نہ بلالیا آئندہ کا حال کون جانتا ہے نہ جانے کب ملاقات ہو یا نہ ہو، شادی ہونے کے اسی دُو ڈھانی سال کے اندر کبھی اس کا دل محبت سے اتنا بے تاب نہ ہوا تھا۔ مزدراور آسائش کے جنون میں اس نے خانہ محبت کی دیواروں کو دیکھا تھا وہ اسی میں خوش تھی رفیقی حیات بن کر اس نے خانہ محبت کے اندر قدم رکھا تھا۔ کتنا دل فرمیں نظارہ تھا۔ کتنی دل آؤ بیکھیت جہاں کی ہوا میں روشنی میں اور فضا میں تقدوس کی جہلک تھی محبت اپنی معراج پر پہنچ کر پرستش بن جاتی ہے۔

اتھے میں زیرِ آگئی رجایا کو مرٹک پر دیکھ کر بیان کیسے کھڑی ہو جایا آج تو میں نہ آسکی بیڑ آج مجھے تھے سے بہت کچھ باقی کرنی ہیں۔

(۷۹)

دو غدر کو بھلا کہیاں چین رما کے جانے کے بعد ایک لمحہ تک اس کا انتظار کرتے رہے پھر گھوڑے پر سوار ہوئے اور دیجی دین کے گھر جا پہنچے رہاں معلوم ہوا کہ راما کو بیان سے

کئے ہوئے آدم گھنٹے سے اُپر ہو گیا۔ انہیں اختیار نہ آیا بلکہ نیچے کی کوٹھری دیکھی، پھر اور پر جھٹھوکے سمجھا را وہاں چھپا بیٹھا ہو گا۔ وہاں تین عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں زیرہ کو شزارت سوچتی تو اس نے ملباساً گھونگھٹ نکال لیا اور اپنے ہاتھ ساطھی میں چھپا لئے درودخ کوٹک ہوا شاید را بھیں بدھے ہوئے بیٹھا ہوا ہے، دبی دین سے کہا۔ میں انہیں جانتا کجھی کجھی ہوئے ملنے آجائی ہیں۔

درودخ بھسے اڑلتے ہو پھر ساطھی پہننا کر ملزم کو چھپا ناچاہتے ہو، جا لپاری کے سے کہہ دو نیچے چلی جائیں، اس گھونگھٹ والی عورت کو بھیں رہنے دو! جا لپاری کی تو درودخ جانے نے زیرہ کے پاس جا کر کیا۔ کیوں حضرت بھو سے یہ چالیں، وہاں سے کیا کہہ کر آئے تھے اور بیان مرے میں ہی آگئے۔ اب یہ بھیں اُناریکے اور میرے ساتھ چلئے دیر ہو رہی ہے۔

یہ کہہ کر انہوں نے زیرہ کا گھونگھٹ اٹھا دیا زیرہ نے قہقہہ نارا درودخ جی کو یا پھل کو حیرت کے گڈھے میں گڑپے را سے زیرہ ختم بیان کہا؟

زیرہ نے کہا، اپنی ڈیلوٹی بجا رہی ہوئی۔

اور رانا ناکھر کہاں گئے مہیں تو حلوم ہی ہو گا۔
وہ تو میرے بیان آنے کے پلے ہی چلے گئے تھے۔
اچاڑا میرے ساتھ آؤ اس کا پتہ لگانا ہے۔

کیا ابھی تک شنکے پر نہیں بیٹھی۔
ذریعہ جانے کہاں رہ گئے۔

زیرہ درودخ جی کے ساتھ چلی تو انہوں نے راستے میں پوچھا، جا لپاری کب تک بیان سے جا کے گی۔

زیرہ میں نے خوب ٹی پڑھائی ہے، اب اس کے بیان سے جانے کی صورت

نہیں رہا ناکھر نے بڑی طرح ڈالتا ہے۔

تمہیں لیقین ہے اب یہ کوئی شرارہ نہ کرے گی۔

لہاں میرا تو بھی خیال ہے۔

تو پھر یہ حضرت کہاں چلے گئے؟

کہہ بھی سکتی پسے ہوئے نہ تھے۔

تو کہیں گرا پڑا ہو گکا، اس نے بہت دق کیا ہے، میں ذرا ڈپی صاحب کے پاس جاتا ہوں۔ آؤ تمہیں تھہارے گھر تک پہنچا دوں!

بڑی عنایت ہو گی۔

ذرا دیر میں زہرہ کا مکان آگیا، وہ اتر کر زینے کی طرف چلی، مگر اتنی دیر میں درجی مزے میں آگئے بولے! اب توجانے کو جی نہیں چاہتا، زہرہ چلو کچھ غب شپ ہو میں بھی آتا ہوں۔

زہرہ نے رینے کے اوپر قدم رکھ کر کہا، جا کر پہنچے ڈپی صاحب کو اطلاع دیجئے۔

یہ غب شپ کا موقع نہیں ہے۔

دروغ نے موڑ سے اڑ کر ہوا، نہیں اب نہ جاؤں گا میں زہرہ! صحیح دیکھی جائے گی۔

زہرہ نے اوپر چڑھ کر دوڑا دہند کر لیا اور اوپر جا کر گھر طبعی سے سرناکاں کر لیوں۔

آداب عرض!

(۵۵)

دروغ جی بھور ہو کر گھر جا کر لیٹ رہے رفتیر کھلی تو آٹھنج رہے تھے، انہوں کو تیجے ہی تھے کہ ٹیلیفون پر بکار ہوئی۔ ڈپی صاحب پوچھ رہے تھے، زمانا ناکھرات کو نہ کلے پر تھا یا نہیں۔

دروغ کے بوش اڑکئے بولے نہیں، مجھ سے بیان کر کے اپنی بیوی کے پاس جلا لیا تھا۔
ڈبی صاحب نے غصت کے ساتھ کہا وہ تم نے اسے کیوں جانے دیا، تم سے اس
کا یو اب طلب ہوگا، اس نے جج سے سب حال کہہ دیا ہے۔ مقدمہ کی جانب پھر سے ہو گی۔
آپ سے براہمی بلینڈر ہوا ہے، سارا محنت پانی میں گر گیا۔

دروغہ تو کیا وہ رات کو جم صاحب کے پاس جلا گیا۔

ڈبی، رہاں وہیں لیا تھا جم صاحب پھر سے مقدمہ کی سیشی کرنے کا ریس سب آپ کا
بیکلنگ ہے زہرہ بھی دخدا دیا۔ اب رمانا تھہ کا سب سامان کشہ صاحب کے پاس رکھ
دورہ کی دوسرا جگہ لٹھا ہا جائے گا۔

دروغی اسی وقت رمانا تھہ کا سب سامان لے کر پولیس کشہ کے شکل کی طرف
چلے رہا پر ایسا غصہ آرہا تھا کہ پائیں تو کچھ نکل جائیں، رکم بخت کی کتنی خوشادیں کیں۔
کتنی نازبرداری کی مگر دخاہی دے گیا۔ اس میں زہرہ کی بھی سازش ہے، آج ہی یہی صاحب کی
بھی خبر لیتا ہو۔ بچہ دی دین سے بھی سمجھوں گا۔

ایک ہفتہ تک پولیس کے حکام میں جو بیلیں رہیں اس کا ذکر کرنے کی کوئی مزورت
نہیں رہات اور دن — اسی نکر میں چکر لھاتے رہتے۔ مقدمہ سے کہیں زیادہ اپنی فکر نہیں،
سب سے زیادہ تشویش دروغہ صاحب کو تھی۔ اپنیں اپنے بچنے کی امید نظر ہیں آتی ڈبی
اور انکھڑوں نے ساری بلا اُس کے سرڈاں دی تھی اور خود بالکل الگ ہو گئے رہتے
سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی، اس مقدمہ کی دوبارہ پیشی ہو گی۔ انگریزی انصاف کی
تاریخ میں یہ عدیم المثال واقعہ تھا، دیکھوں میں اس پر قانونی بحث ہوتے جم صاحب کو
اس کا مجاز ہے بھی یا نہیں، لیکن جج اپنے ارادے پر مستقل تھا، پولیس والوں نے بڑے بڑے
رزوں کا نکالئے، پولیس کشہ نے بیان تک کہا کہ اس سے سارا حکم بدنام ہو جائے گا، لیکن جج
نے کہا کہ نہ منی رجھوٹی شہادتوں پر پندرہ آدمیوں کی زندگی بر باد کرنے کی ذمہ داری لیتے

اسے روحانی تبلیغ، ہوتی تھی، انسن نے ہائی کورٹ اور گورنمنٹ دونوں ہی کو اس کی اطلاع دے دی تھی۔

ادھر پولیس دائرہ را کی تلاش میں رات دن سرگردان رہتے تھے، لیکن رانچ جانے کے لیے روپوش ہو گیا تھا۔

ہفتلوں حکام میں خط و کتابت ہوتی رہی، مذنوں کا غذ سیاہ ہو گئے۔ اخباروں میں بھی اس محاںد پر تیار آرائیاں ہوتی رہیں تھیں، ایک اخبار کے اڈیٹر نے جاپا سے ملاقات کی اور اس کا بیان شائع کر دیا۔ دوسرے اخبار نے ذہر کا بیان چھاپ دیا۔ ان دونوں بیانات نے پولیس کی تجھیہ اور طبیعی زمہر نے صاف کہہ دیا کہ مجھے صرف اس لئے پیاس روپے روز دیکے جاتے تھے کہ رماناٹھ کو میلاتی رہوں اور اسے کچھ سوچنے یا کرنے کا موقع نہ ملے۔ پولیس والوں نے یہ بیان پڑھا تو دانت پیس لئے۔

آخر دو ہفتیوں کے بعد فقیدہ ہوا اس مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک سروین تیعنی کیا گیا۔ پھر بیان ہونے لگیں، پولیس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مذنوں میں کوئی مجرم بن جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دروغہ صاحب چاہتے تو تھی شہادتیں بناسکتے تھے۔ لیکن افول کی خود غرضی سے دہ اتنے کبیدہ خاطر ہوئے کہ دوسرے تماشہ دیکھنے کے سوا اور کچھ نہ کیا، جب ساری نیک نای افراد کو ملتی ہے اور ساری بدنامی ماتحتوں کو تو کوئی کیوں شہادتیں بنائے۔

آخر پولیس کو جبکہ ہو کر مقدمہ اٹھا لینا پڑا۔ طویلے کی بلا بندر کے سرگئی دروغہ منزل ہو گئے اور زمامب دروغہ کا نزاٹی میں تباہ لکر دیا گیا۔

جس دن مذنوں کو بری کیا گیا، آدھا شہر ان کا خیر مقدم کرنے کو جمع نہما پولیس نے انہیں دس بجے رات کو چھوڑا۔ لیکن خلقت جمع ہو گئی، لوگ جاپا کو بھی لکھنے لے گئے اس پر پولیس کی بارش ہو رہی تھی اور اس کی تحریفیں کے غرور میں آسمان گوئی رہا تھا۔

گورنمنٹ کی مصیبتوں کا ایک خالقہ نہ ہوا تھا۔ اس پر دروغ بیانی کا مقدمہ چلانے کا فیصلہ

ہو گیا۔

(۵۱)

اسی سلسلے میں ٹھیک دس بجے مقدمہ پیش ہوا۔ ساون کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ گھنٹہ دھول ہو رہا تھا لیکن تھائیوں کا ہجوم میدان میں کھڑا تھا۔ عورتوں میں ونیش کی بیوی اور ماں بھی آئی تھیں۔ ونیش سے دس منٹ پہلے جالا پا اور زہرہ بھی بندگاڑیوں میں آپوچکیں۔

پولیس کی شہادتیں شروع ہوئیں۔ پراؤں میں قابل ذکر کوئی بات نہ تھی اس نے اپنی زندگی پابندی تھی۔ اس کے بعد رمانا تھا کہ بیان ہوا۔ پراس میں کوئی اتنی بات نہ تھی اس نے اپنی زندگی کے پورے ایک سال کی سرگزشت کہتا تھی۔ وکیل کے پوچھنے پر اس نے کہا جالا پا کی بے نفسی، حق پسندی اور استقلال نے میری آنکھیں کھو لیں۔ اور اس سے بھی زیادہ زہرہ کی دلجردی اور خلوص نے۔ میں اسے اپنی خوش نفسی سمجھنا ہوں کہ مجھے اس طرف سے روشنی ملی۔ وجہ صورت کو تاریکی ہی طبق ہے۔

اس کے بعد عفافی کی طرف سے دیوبجا لپا اور زہرہ کے بیان ہوئے۔ زہرہ کا پیلا بیٹہ ہی پڑا تھا، اسی نے گہرا۔ میں نے دیکھا کہ جسی آدمی کو نشانہ ستم بنانے کی بحث تھی، مجھے سونپی گئی ہے وہ خود درد سے ترطیب رہا ہے اسے مریم کی حضورت ہے زخموں کی ہیں، جالا پادیوی نے اسے جتنی عقیدت تھی اسے دیکھ کر مجھے اپنی خود غرضی اور بے غیرت پر شرم آئی۔ میری زندگی کی تحریر کتنی گری ہوئی اور کتنی شرمناک ہے۔ یہ مجھ پر اس وقت کھل جب میں جایا سے ملی۔ اس کی بے غرض خدمت اس کے مردانہ عزم اور اس کی پاک عزیب دوستی نے میری زندگی کی زفار پیٹ دی۔ میں نے فیصلہ کیا اس آغوشی میں میں بھی بناہ لوں گی۔ مگر اس سے بھی سحر کے کا بیان جالا پا کا تھا۔ وہ بیان مُن کر حاضرین کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ میرے شوہر بے گناہ ہیں ایشور کی نکاح ہوں